روزنامہ
الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
خطبہ نمبر ۳
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۳۹/۷۴ | منگل ۸ر جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ ۱۷؍صلح ۱۳۶۸ہش ۱۷؍جنوری ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۵

خدا سے پیوند اختیار کرنا

"انسان کو متبتّل ہونے کیلئے ایک قطع کی ضرورت بھی ہے اور ایک پیوند کی بھی۔ خدا کے ساتھ اسے پیوند کرنا اور دنیا اور اسکے تمام تعلقات اور جذبات سے الگ بھی ہونا پڑے گا۔"

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

نظامِ جماعت احمدیوں کو برائیوں سے منسلک نہ رہنے دے

ہم نے ہر صورت اپنوں اور غیروں کیلئے برائی کا مقابلہ کرنا ہے

زبان کے چسکے لینے کی خاطر تنقیدیں کرنیوالوں کی اولادیں ضائع ہو جاتی ہیں

جبتک ہمارے اندر سے ایک مفکّر اور مدبّر نہ پیدا ہو ہم اصلاح نہیں کر سکتے

خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ
بتاریخ ۱۱ر نومبر ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن

تربیت کی طرف غیر معمولی توجّہ کی ضرورت

حضور نے فرمایا:
"تربیت کا مضمون ایک دائمی مضمون ہے اور اس کا تعلق کسی خاص زمانے یا موسم سے نہیں لیکن بعض زمانے ضرور ایسے آتے ہیں کہ تربیت کے مضمون میں شدّت پیدا ہو جاتی ہے اور وقت تقاضا کرتا ہے کہ تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دی جائے۔

آجکل جماعت جس دَور سے گزر رہی ہے یہ ایک ایسا ہی دَور ہے اور مختلف پہلوؤں سے وقت متقاضی ہے کہ ہم اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کیطرف غیر معمولی توجہ دیں۔

میں نے گزشتہ خطبے میں یہ بیان کیا تھا کہ احمدیت کی پہلی صدی کا اختتام بھی اسی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے پہلے اپنی کمزوریوں کو دور کر لیں، اپنے گناہوں کے بار اتار پھینکیں اور ہلکے پھلکے قدموں کے ساتھ نیکی کی قوتیں حاصل کر کے تقویٰ کا زادِ راہ لیکر اگلی صدی میں داخل ہوں

(اس کے بعد حضور نے دعا کے چیلنج کے بارے میں احباب کو متوجّہ کیا کہ ہر احمدی اس ضمن میں دعا کرے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ ناقل) اس میں ہر احمدی کو اپنی کوششیں صرف کرنی ہوں گی۔ یعنی خدا تعالیٰ سے اس نشان کو طلب کرتے کے لیے جانکاہی کے ساتھ، بڑی محنت، بڑی توجہ اور بڑے خلوص کے ساتھ اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی ہو گی اور نیکیوں کو ابھارنے اور بڑھانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے حتی الامکان سعی کرنی ہو گی۔

تربیتی خطابات میں ساری جماعتیں شامل ہیں

اس پہلو سے میں نے تربیتی امور کا جو سلسلہ شروع کیا تھا۔ اسمیں میں بار بار ربوہ کا نام لیتا رہا ہوں۔ ایک مثال کے طور پر۔ لیکن جیسا کہ میں نے واضح کیا تھا۔ دراصل ربوہ کی اس مثال کا تعلق دنیا کی ساری جماعتوں سے ہے۔ مرکزی حیثیت کے لحاظ سے ربوہ چونکہ ایک نمونہ ہونا چاہیئے اسلئے میں ربوہ کے حوالے سے جو باتیں بھی کرتا ہوں یا کروں گا دراصل اُن کا تعلق تمام احمدی معاشرے سے ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی بھی ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ جہاں جہاں احمدی بستیاں آباد ہیں، گھر موجود ہیں، اُن سب پر اُنہی باتوں کا اطلاق ہوتا ہے۔ (سوائے اس کے جسے اللہ چاہیے ناقل) بعض ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جو بعض شہروں کیساتھ خصوصیت رکھتی ہیں ان کو چھوڑ کر جہاں تک عمومی تربیت کا تعلق ہے، میرا خطاب عام ہے۔ اور میں کسی ایک شہر یا بستی سے مخاطب نہیں۔

جہاں تک میرے گزشتہ خطبے میں اس نصیحت کا تعلق ہے کہ تربیت، نرمی اور شفقت، محبت اور پیار اور سمجھانے کے ذریعے کی جاتی ہے۔ سختی سے نہیں کی جاتی۔ یہ بات بالکل درست ہے۔ اسمیں کوئی تبدیلی نہیں لیکن اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ بیشہ ور مجرموں سے نرمی کرنی چاہیئے۔ اور انکے جرم کو نظرانداز کر دینا چاہیئے اور انہیں معاشرے کے ساتھ ظلم کرنے سے باز رکھنے کی کوئی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

بدیوں کے اڈّوں پر نظر رکھیں

بعض بدیوں کے اڈّے بن جاتے ہیں یعنی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

لفظ "پیشہ ور" اسطرح تو اُن پر اطلاق نہیں پاتا لیکن "پیشہ وری" کا لفظ ایک محاورہ بن چکا ہے۔ یعنی "عادی مجرموں" کے لیے بھی آپ "پیشہ ور مجرم" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ پس ان معنوں میں بعض جگہ بدیوں کے ایسے اڈے بن جاتے ہیں۔ جن کو ہم "پیشہ ور" اڈے کہہ سکتے ہیں۔ اور وہاں سے برائیاں پھیلانے کے کاروبار ہوتے ہیں۔

بظاہر ایک دکان ہے، ایک جنرل سٹور ہے۔ وہاں کاروبار تو ہونا چاہیئے، ان سَودوں کا، جن سَودوں کو حاصل کرنے کیلئے لوگ وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن بسا اوقات وہاں بدیوں کے کاروبار بھی شروع ہو جاتے ہیں۔ اور آپ وہاں ہمیشہ قابلِ اعتراض حرکت کرنے والوں کو، قابلِ اعتراض حالت میں لمبے عرصے تک وہاں پائیں گے۔ اور کئی قسم کی خرابیاں وہاں سے جنم لیتی ہیں۔

تو جہاں تک نظام کا تعلق ہے۔ نظام جماعت کو وہاں ضرور دخل دینا چاہیئے اور وہاں دخل دینے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ سب سے پہلے جب انسان کسی بیماری میں دخل دیتا ہے تو اُسے جراحی کا خیال نہیں آیا کرتا۔ اُسے عام طریق پر شفا دینے کا خیال آیا کرتا ہے۔ جرّاحی بعد کی بات ہے۔ اسلیئے جب میں دخل دینے کی بات کرتا ہوں تو اس تعلق میں بھی میرے ذہن میں ہرگز یہ نہیں کہ فوراً ان کو وہاں سے اکھاڑ پھینکو۔ بلکہ وہ تمام مناسب اقدامات کرو جنکا ان اڈوں کی اصلاح سے تعلق ہے۔

یورپ کے بعض احمدی دکانداروں کی نیکی

احمدی دکاندار ربوہ سے باہر بھی ہو سکتے ہیں اور وہ بھی اس قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ یورپ میں بعض احمدی دکانداروں کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کے ہوٹل کے کاروبار ہیں اور وہاں شراب بھی بکتی ہے چنانچہ جب میں نے اسکا سختی سے نوٹس لیا یعنی FIRMNESS، بڑے پختہ قدم کے ساتھ اس بات پر اصرار کیا کہ آپ کو یہ کاروبار چھوڑنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ، بڑی بھاری تعداد ایسی تھی جنھوں نے اس کاروبار کو ترک کر دیا۔ بعضوں کو خدا تعالیٰ نے فوراً بہتر کاروبار بھی عطا کئے۔ بعضوں کو ابتلاء میں بھی ڈالا۔ وہ لمبے عرصے تک دوسرے کاروبار سے محروم رہے۔ لیکن وہ پختگی کے ساتھ اپنے اس فیصلے پر قائم رہے۔

تو اس طرح ہر صورتِ حال کے مطابق مختلف کارروائی کرنی ہوتی ہے۔ مگر نظام جماعت کو سب دنیا میں مستعد ہو کر، جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے اُن کو برائیوں کے اڈوں سے متعلق نہ رہنے دیں اور ربوہ جیسے شہر میں جہاں انتظامیہ کا دخل عام شہروں کے مقابل پر زیادہ ہے۔ کیونکہ وہاں بھاری اکثریت احمدیوں کی ہے اور احمدیوں کی رائے عامہ کو جس قوت سے استعمال کیا جا سکتا ہے اس قوت سے غیر شہروں میں بسنے والے احمدیوں کی رائے عامہ کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ تو FIRMNESS اور سختی سے میری مراد یہ ہے کہ پہلے ایک باقاعدہ منصوبہ بنا کر ایسے لوگوں کو نصیحت کی جائے، ان کی برائیاں ان پر کھولی جائیں۔ ان کو بتایا جائے کہ تم ان حالات میں بالکل غلط سمت میں جا رہے ہو۔ خدا کی تقدیر جماعت کو کسی اور سمت میں لے کے جا رہی ہے اور تم اس طرف پیٹھ دکھا کر دوسری سمت میں حرکت کر رہے ہو۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ ان لوگوں کو تلاش کیا جائے جن کا اُن پر اثر ہوتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ ایسے لوگوں پر دباؤ بڑھایا جائے۔ پھر اس دباؤ کو نسبتاً عام کیا جائے اور رائے عامہ کو منظّم کر کے اس کے ذریعے دباؤ کو بڑھایا جائے۔

رائے عامہ کا حقیقی دباؤ

جب میں یہ کہتا ہوں تو یہ مراد نہیں کہ دنیا میں جو رائے عامہ کو استعمال کرتے کا طریق ہے، جماعت وہ طریق استعمال کرے۔ دنیا میں PICKETINGS پکٹنگز ہوتی ہیں، رائے عامہ کو ابھار کر پتھراؤ کیئے جاتے ہیں۔ گالی گلوچ دی جاتی ہے۔ (ہم اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ ناقل) میرے ذہن میں ہرگز رائے عامہ کے دباؤ سے، یہ نقشہ نہیں ہے۔ بلکہ رائے عامہ کے دباؤ سے میری مراد وہ ہے جو قرآن کریم نے رائے عامہ کا دباؤ ہمیں سکھایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ برائی سے روکو اور نیکیوں کی تعلیم دو۔ اور سوسائٹی کا ہر فرد اس بات پر عمل پیرا ہو جائے رائے عامہ کا یہ اتنا بڑا دباؤ ہے کہ پکٹوں PICKETS اور دوسرے دباؤ کی نسبت جو ہمیشہ جاری نہیں رہا کرتے، یہ دباؤ بہت زیادہ غیر معمولی اثر دکھا سکتا ہے۔ اگر باقاعدہ طریق پر اسے استعمال کیا جائے۔ ایک شخص ایک حرکت کر رہا ہے دوسرا اس سے آنکھیں بند کر کے گزر جاتا ہے۔ ایسے شخص کو اُس بدی کی حرکت کو آئندہ بڑھانے کی جرأت ملتی چلی جاتی ہے۔ ایک شخص ایسا ہے جو بُری حرکت کرتا ہے اور کوئی ایک آدمی اسکو کہہ دیتا ہے کہ ایسا نہ کرو۔ تو اس کے دل میں کچھ تھوڑی سی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تردّد پیدا ہوتا ہے۔ پھر کوئی نہیں کہتا تو وہ آگے چل پڑتا ہے۔ لیکن ایسا شخص جسکو ہر قدم پر یہ کہا جائے کہ تم یہ نامناسب فعل کر رہے ہو اور ایک کے بعد دوسرا کہتا چلا جائے۔ اس سے اس شخص پر اتنا غیر معمولی دباؤ نفسیاتی لحاظ سے پڑ جاتا ہے کہ اس میں طاقت نہیں رہتی کہ اپنی بدی پر قائم رہے۔ یہ وہ قرآنی رائے عامہ ہے جو میرے ذہن میں ہے۔ جسکا دباؤ آپ کو ڈالنا چاہیئے۔ اور اس پہلو سے بعض دفعہ اس نکتے کو غیروں نے بھی استعمال کیا ہے۔

ٹھگوں کی ایک کہانی

چنانچہ ٹھگوں کی ایک کہانی مشہور ہے کہ ایک سادہ سا دیہاتی اپنی بکری لیکر جا رہا تھا۔ ٹھگوں کے ایک ٹولے کو خیال آیا کہ بکری ہتھیانی چاہیئے۔ تو ایک ٹھگ نے کھڑے ہو کر اس دیہاتی سے باتیں کرنی شروع کر دیں اور کہا کہ جو کتّا تُو نے پکڑا ہوا ہے بڑا بدصورت سا ہے اور بڑا خطرناک سا لگتا ہے اور ممکن ہے کسی دن تمہیں پاگل ہو کے کاٹ ہی جائے۔ اس نے کہا کتا کیسا۔ یہ تو میری بکری ہے۔ اس نے کہا کہ خیر تم بکری سمجھتے رہو لیکن ہے یہ کتّا ہی۔ اس کے بعد اگلا ٹھگ جو گلی کے کونے پر کھڑا تھا اس نے دیہاتی کو سلام کیا اور کھڑے ہو کر باتیں کرتے کرتے کہا کہ یہ کتا بڑا خطرناک لگ رہا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہیں کسی بچے وغیرہ کو کاٹ کے نقصان ہی نہ پہنچا دے۔ دیہاتی نے پھر کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ پاگل ہو گئے ہو۔ یہ تو بکری ہے۔ اُس نے کہا کہ خیر یہ تو بعد میں پتہ چلے گا کہ پاگل کون ہے لیکن ہے یہ کُتّا ہی۔ چنانچہ تین، چار، پانچ ٹھگوں نے جب وہی بات کہی تو دیہاتی کا اندرونی طور پر بکری پہ جو یقین تھا، اٹھتا گیا اور رفتہ رفتہ وہ خود سمجھنے لگ گیا کہ شائد میں ہی پاگل ہوں۔ ہے یہ کُتّا ہی! چنانچہ اس نے بکری کو اگلے ٹھگ کے سپرد کیا اور کہا کہ یہ لو، اور اسے جو کرنا ہے کرو۔

رائے عامہ کی طاقت

یہ ایک لطیفہ ہے۔ واقعۃً تو ایسا نہیں ہوا ہوگا۔ لیکن رائے عامہ کے دباؤ کے اثر کو ظاہر کرنے کے لیئے یہ ایک عمدہ لطیفہ ہے۔ اور واقعاتی دنیا میں جب آپ اس کو منظم طریق پر استعمال کرتے ہیں تو اس سے غیر معمولی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور بغیر سزا کے۔ بغیر کسی دوسری سختی کے، اس طریق پر سختی سے پابندی، عظیم الشان نتائج پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اگر پہلی قوموں نے اس طریق کو اختیار کیا ہوتا تو وہ ہلاک نہ ہوتیں۔ جتنے انبیاء آئے ہیں ان کی قوموں کی ہلاکت کا راز اس بات میں ہے کہ رفتہ رفتہ انہوں نے بُری باتوں سے روکنا چھوڑ دیا اور سچی باتوں کی تاکید کرنی چھوڑ دی۔ اب اگر رائے عامہ کا دباؤ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کر سکتا ہے تو آپ اندازہ کریں کہ سچ کو کتنی عظیم قوت دے سکتا ہے مومن نے اسے فراڈ FRAUD کی خاطر استعمال نہیں کرنا بلکہ سچائی کی خاطر استعمال کرنا ہے۔

پس اس پہلو سے، ربوہ کا شہر یا دوسرے ایسے مقامات ہوں جہاں احمدیوں کی کچھ آبادیاں ہیں، جہاں اس قسم کی بدیاں دکھائی دیتی ہیں۔ جہاں الگ الگ گھر ہیں لیکن بچوں میں کچھ کمزوریاں نظر آرہی ہیں۔ ان سب باتوں کا رائے عامہ سے مقابلہ کریں اور قرآن کریم کے دیئے ہوئے سبق کو استعمال کر کے دیکھیں۔ یہ ایسا نسخہ ہے جو کبھی ضائع نہیں جائے گا۔ کبھی ناکام ثابت نہیں ہوگا۔ لیکن افسوس ہے کہ قرآن کریم کو بار بار پڑھنے کے باوجود ہم رفتہ رفتہ ان نسخوں سے اس طرح گذر جاتے ہیں کہ گویا یہ موجود ہی نہیں ہیں۔ سرسری اچٹتی ہوئی نظر سے آگے بڑھ جاتے ہیں اور اپنے حالات پر ان کا اطلاق کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

علاج ناکام ہو تب جراحی کرنی چاہیئے

لیکن پھر بھی بعض بیمار ایسے ہیں جن پر نسخے کارگر نہیں ہوا کرتے۔ ان کی بیماری اس حد تک بڑھ چکی ہوتی ہے ایسے لوگ پھر نتھر کر سامنے آ جاتے ہیں۔ وہاں پھر عمل جراحی بھی ہے جس کا قرآن کریم نے خود ذکر فرمایا ہے مگر وہ پھر بہت چند لوگ رہ جاتے ہیں۔ بھاری اکثریت ہے جو شفایاب ہو جاتی ہے ان نسخوں کے استعمال سے۔ بہت معمولی اقلیت رہ جاتی ہے۔ ان کو پھر سمجھانا چاہیئے کہ میاں یہ جگہ تمہارے لئے مناسب نہیں ہے۔ اپنی مرضی، اپنے ماحول کے شہر تلاش کرو۔ اور وہاں منتقل ہو جاؤ۔

جہاں تک رائے عامہ کا تعلق ہے اس کا ایک طریق اور بھی ہے یعنی سوسائٹی بحیثیت

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مجموعی سدھر جاتی ہے تو صالح جسم کا دباؤ خود بیماریوں کو باہر نکال کے پھینک دیا کرتا ہے۔ ہم اسے "دافعہ عامہ تقدیری" کہہ سکتے ہیں یعنی وہ رائے عامہ جو عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اثر کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ مدینے میں یہ طاقت موجود ہے کہ اُس کا صالح معاشرہ بدوں کو باہر نکال دے۔ یہ ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے آکر بیعت کی اور بیعت کے چند روز کے بعد وہ حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر مخاطب کیا کہ میں مسلمان نہیں رہنا چاہتا۔ مجھے میرا اسلام واپس کردیں۔ آپ نے اس کو سمجھانے کی خاطر فرمایا کہ نہیں۔ لیکن وہ یہ سمجھتا تھا کہ اسلام کوئی مادی چیز کی طرح ہے جو انہوں نے وصول کی اور اب اسے واپس کردیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکمت اور پیار سے اور اپنے خاص نصیحت کے انداز سے اس پر یہ اثر ڈالتے رہے کہ تمہارا اسلام میں رہنا ہی بہتر ہے۔ لیکن آخر وہ یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا کہ واپس کریں یا نہ کریں یعنی میرا اب کوئی تعلق نہیں۔ اور پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔

صالح معاشرے کی تاثیر

اس پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جس میں جب زنگ آلود لوہا ڈالا جاتا ہے تو بھٹی لوہے کو تو قبول کر لیتی ہے لیکن زنگ کو نکال کے باہر پھینک دیتی ہے۔

تو اسی طرح صحیح، صحت مند معاشروں کا حال ہوا کرتا ہے۔ ان معاشروں سے متضاد چیزیں ان سے ٹکرانے والی چیزیں وہاں بے چینی محسوس کرتی ہیں اور کچھ عرصے کے بعد وہ اپنے آپ کو اجنبی پاتے ہوئے اس جگہ کو چھوڑ کر چلی جایا کرتی ہیں۔ بعینہٖ یہی صالح صحت مند جسم کا حال ہے۔ جو جسم صالح اور صحت مند ہو وہ بھی مختلف قسم کے جراثیم اور کیڑوں مکوڑوں کے حملوں کا شکار تو ضرور ہوتا ہے لیکن وہ کیڑے اس ماحول میں اجنبیت محسوس کرتے ہیں۔ وہ اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ یک جان نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ میں نے ہومیو پیتھک علاج میں اس کو بارہا آزمایا ہے۔ بعض ایسی دوائیں ہیں جو جسم کو غیر وجود کی موجودگی کا احساس دلاتی ہیں اور جب جسم کا یہ احساس بیدار ہو جائے تو وہ غیر وجود لازماً جسم کو چھوڑ کر باہر آجاتا ہے۔ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ رہ نہیں سکتا۔ چنانچہ اگرچہ ایلوپیتھک میں ورمز WORMS یعنی پیٹ کے کیڑوں کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ یا تو ان کو دوائی سے مار دیا جاتا ہے اور یا ان کو اتنا بیمار کر دیتے ہیں کہ وہ پھر مجبور ہو کے نکلتے ہیں۔ لیکن ہومیو پیتھک علاج میں یہ طریق ہے کہ وہ انتڑیاں، معدہ یا دوسرے ایسے حصے جہاں اگر صحت مند عضلات کام کر رہے ہوں اور اسکے لعاب SECRETIONS وغیرہ نکلتے ہیں نظام کے تحت وہ درست ہوں تو ہومیو پیتھک فلسفے کے مطابق وہاں غیر وجود رہنا نہیں چاہتے۔ اس لئے جراثیم یا ورمز WORMS کی موجودگی بتا رہی ہے کہ نظام انہضام میں جس قسم کے لعاب، جس تناسب سے پائے جاتے چاہئیں، وہ بگڑ گیا ہے۔ اور دوسری دفاعی طاقتیں بھی کمزور ہوئی ہوتی ہیں۔ پس ایسی دوائیں دی جاتی ہیں جن سے یہ اندرونی انہضام متوازن ہو جائے اور جیسا قدرت نے چاہا ہے یہ نظام کام کرے، اسی طریق پر کام شروع کر دے جب یہ دوا صحیح ہے، جب جسم اس دوا کا اثر قبول کر لیتا ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ کیڑے مکوڑے جو بھی پہلے پیٹ میں غذا میں حصے دار تھے، وہ از خود جسم کو چھوڑ کر نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔

صالح معاشرہ میں بدیاں اجنبیت محسوس کرتی ہیں

تو یہ وہ نکتہ ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے چودہ ۱۴۰۰ سو برس پہلے ہمیں سمجھا دیا تھا کہ نظام صالح ہو۔ معاشرہ صالح ہو تو وہاں بدیاں اجنبیت محسوس کرتی ہیں۔ جس طرح بدنظام میں نیک لوگ اجنبیت محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ یورپ اور امریکہ سے بہت سے احمدی مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم یہاں آتو گئے ہیں لیکن دل بالکل نہیں لگ رہا۔ ایسی گندی، بے حیا قوم ہے۔ ایسی بدیاں ہیں کہ ہمیں تو ہر وقت یہ وہم رہتا ہے کہ ہمارے بچے کہیں ٹیلی ویژن کھول کے نہ دیکھ لیں۔ ان پر کیا اثر پڑے گا۔ باہر گلیوں میں جاتے ہیں تو وہاں بے حیائی ہے۔ اس لئے ہمیں تو اجازت دیں کہ ہم واپس چلے جائیں۔ چنانچہ میں ان کو عموماً یہ کہتا ہوں کہ تم صرف اپنی اصلاح کی خاطر پیدا نہیں کئے گئے بلکہ تم دنیا کی اصلاح کی خاطر پیدا کئے گئے ہو۔ جو بات تم کہہ رہے ہو قابل فہم ضرور ہے لیکن تم نے تو لوگوں کی تقدیر بدلنی ہے لوگوں کو شفا بخشنی ہے اس لئے اول تو یہ ہمت پیدا کرو اور اپنا معیار بلند کرو اور اپنے عزائم بلند کرو اور پختہ کرو کہ ہم نے ہر صورت سے برائی کا مقابلہ کر کے نہ صرف یہ کہ اس کو اپنے اندر نہیں داخل ہونے دینا بلکہ اس کو غیروں سے بھی نکالنا ہے۔ اگر تم یہ کر سکتے ہو اور دعا کی مدد کے ساتھ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو ضرور ایسا کرو اور بھاگو نہیں۔ کیونکہ ہم نے تو میدان سر کرنے ہیں لیکن اگر تمہیں خطرہ ہے کہ اس جہاد میں تم مار کھا جاؤ گے تم میں طاقت نہیں ہے تو اپنی اولاد کو ضائع کر دو گے بجائے اس کے کہ دوسروں کو بچاؤ۔ تو تمہیں میرا مشورہ ہے کہ ضرور واپس چلے جاؤ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اور بعض پہلوؤں سے، دنیاوی لحاظ سے اچھے معاشرے میں رہنے کے لئے اولاد کا سودا کرنا۔ کوئی حکمت کی بات نہیں۔ بہت ہی نقصان کا سودا ہے۔

معاشرے کا عملی وجود بدیوں کا مقاطعہ کرے گا

پس اس پہلو سے ربوہ کا عمومی معیار بلند کر دیا جائے یا دوسری احمدی بستیوں کا معیار بلند کیا جائے کہ وہاں مریض لوگ بے چینی محسوس کریں۔ بدیوں کے شکار سمجھیں کہ یہاں کوئی مزہ نہیں آرہا یہ جگہ ہمیں قبول نہیں کرتی ان لوگوں کو معاشرہ رد کر دے۔ معاشرہ ان لوگوں سے تعلق کاٹ لے۔ بغیر اس کے کہ مقاطعہ کا اعلان ہو۔ معاشرے کا عملی وجود مقاطع کر رہا ہو۔ اور یہ ظاہر کر رہا ہو کہ ہم الگ ہیں تم الگ ہو۔ تمہاری ہمارے اندر کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جب یہ احساس دلوں میں پیدا ہو تو پھر ایسے لوگ ان شہروں کو چھوڑ کر بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔

نیک فطرت دکانداروں کی حوصلہ افزائی کریں

پھر ایسے دکاندار جو نیک فطرت ہیں دیندار ہیں۔ پانچ وقت نمازوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ کاروبار کے وقت، سنتے ہیں تو دکانوں کو تالے لگاتے ہیں اور نماز پڑھنے چلے جاتے ہیں۔ اُن کی حوصلہ افزائی کی بھی کوششیں ہونی چاہئیں۔ معاشرے میں یہ احساس پیدا کرنا چاہیئے کہ یہ زیادہ حقدار ہیں کہ تم ان کی طرف توجہ کرو۔ اگر ایسے لوگ اپنی ناسمجھی یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے دام زیادہ وصول کرتے ہیں تو اُن کو سمجھایا جائے۔ ...... اپنے بھائی کی مدد کرو۔ خواہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ ان معنوں میں اس کی مدد کرو کہ ظلم سے اس کے ہاتھ روکو۔ اسے تجارت کے بہتر طریق سکھاؤ اس کو بتاؤ کہ یہ وجہ ہے کہ تمہاری دکان لوگوں کے لئے مطمح نظر نہیں بن رہی۔ اس لئے تم ان باتوں کو چھوڑو۔ یہ طریق اختیار کرو۔ کوشش یہ کریں کہ نیک دکانداروں کی تجارت زیادہ چمکے اور زیادہ لوگ ان کی طرف مائل ہوں پھر اور بہت سے طریق ہیں۔

حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) نے قرآن کریم اور سنتِ طیبہ کی روشنی میں جو نصائح فرمائی ہیں ان نصائح میں اتنی عظیم الشان قوت ہے اور ایسی تحریریں ہیں جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہیں گی۔ اُن کو مختلف قطعات میں خوبصورتی کے ساتھ سجا کر آویزاں کیا جائے اور اُن جگہوں پر نمایاں کیا جائے جہاں خطرہ ہے کہ اس قسم کے لوگ بیہودہ حرکتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح دوسری برائیوں کو نظر میں رکھنا، CORDON OFF کرنا، بعض وبائیں ہیں جن کا علاج یہ ہوا کرتا ہے کہ ان سے بچنے کے لئے اردگرد ایک فصیل بنادی جاتی ہے۔ تو جو امکانی طور پر جانے والے ہیں اُن کو وہاں سے روکنے کی کوششیں کرنا باقاعدہ منظم طریق پر۔ اور اس طرح ایک نہ دکھائی دینے والی فصیل قائم کر دینا۔ جو ویسے آنکھ سے نظر نہ آئے۔ نہ کان سے سنائی دے لیکن موجود ضرور ہو اور اسکی دیواریں اونچی ہوتی رہیں۔ یہ سارے اقدامات، اور ایسے اَور بہت سے اقدامات ہیں ان کو اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے، بغیر حکومت، بغیر طاقت، بغیر جبر کے استعمال کے، معاشرے کے اندر بہت سی نئی خوبصورتیاں جنم دینے لگتی ہیں اور بہت سی بدیاں معاشرے کو چھوڑنا شروع کر دیتی ہیں۔

بدیوں کے اڈوں سے زیادہ دلکش اڈے بنائیں

جہاں تک بدیوں کے اڈوں کا تعلق ہے بعض بے ہودہ حرکتوں والے ایسے اڈے ہے جہاں بدیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اُن کے متعلق اَور بھی بہت سی باتیں ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ اُن سے زیادہ دلکش اڈے بھی تو بنانے چاہئیں۔ یہ نہیں کہ بعض اڈے آپ بند کر رہے ہوں۔ اُن کی جگہ دوسرے اڈے جاری ہونے چاہئیں جہاں نوجوان، بیکار لوگ، غریب لوگ، جن کے لئے لذت یابی کے کوئی سامان نہیں ہیں۔ جن کو تسکینِ قلب کے لئے کچھ میسر نہیں۔ اُن کو معاشرہ یہ چیزیں مہیا کرے۔ اُن سے سرپرستی کا سلوک کرے ان سے پیار و محبت کا سلوک کرے تو یہ سب چیزیں مجموعی طور پر اگر اختیار کی جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے غیر معمولی نتائج ظاہر ہوں گے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حقیقی دانشور کون ہیں

کچھ اڈے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو ہم دانشوروں کے اڈے کہتے ہیں۔ یہ ظاہری طور پہ کسی کو یہ نہیں کہا کرتے کہ تم بد ہو جاؤ۔ یہ نہیں کہتے کہ تم فلاں ڈرگ DRUG استعمال کرنی شروع کردو یا شراب نوشی کرو یا یہ کرو یا وہ کرو۔ یہ بظاہر نیکی کی تلقین کرنے والے اور بدیوں کا نوٹس لینے والے اڈے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ اس طریق پر کام کرتے ہیں جو قرآنی تعلیم کے بالکل منافی اور مخالف ہے۔ جہاں تک دانشور کا تصور ہے۔ پہلے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ دانشور ہے کیا؟ (اللہ تعالیٰ کی۔ ناقل) اصطلاح میں دانشور کون ہوتا ہے اور کیسے بنتا ہے؟ جہاں تک (اللہ تعالیٰ کا۔ ناقل) تعلق ہے ...... فرماتا ہے۔ کہ یقیناً زمین و آسمان کی پیدائش میں اور دن اور رات کے ادلنے بدلنے میں بہت سے نشانات ہیں دانشوروں کے لئے۔

"اولی الالباب" (اللہ تعالیٰ :۔ ناقل) کی اصطلاح ہے جو دانشوری کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ کہ دانشور لوگوں کے لئے ان باتوں میں بہت سے نشان ہیں۔

دانشور ہوتے کیا ہیں؟

"...... یہ وہ لوگ ہیں جو کھڑے ہو کر بھی اور بیٹھے بھی، دن اور رات، ہر حالت میں، لیٹے ہوئے، کروٹیں بدلتے ہوئے بھی خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کا سینہ معمور رہتا ہے۔

جب اس کیفیت کے ساتھ ایک انسان کائنات پر غور کرتا ہے تو ہمیشہ صحیح نتیجے تک پہنچتا ہے۔ یہ تدبر کا پس منظر ہے جو سچی دانشوری کے لئے ضروری ہے۔ حالانکہ دانشوری کا ذکر الٰہی سے بظاہر کوئی تعلق نہیں۔ یہ فرمانے کے بعد یہ فرمایا گیا ہے...... .... دانشوری کا فکر سے تعلق ہے۔ بات یہ کہنی تھی کہ اولی الالباب وہ ہوتے ہیں جو زمین و آسمان پر غور کرتے رہتے ہیں لیکن ایک جملہ معترضہ کے طور پر بیچ میں یہ بات داخل فرما دی .... یہ وہ لوگ ہیں جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے بھی ہر وقت خدا کو یاد رکھتے ہیں۔ زمین و آسمان پر جب یہ لوگ غور کرتے ہیں، جب کائنات پر فکر کی نظر رکھتے ہیں تو ان کا تدبر ان کو جہنم سے دور لے کے جاتا ہے۔ جہنم کی طرف لے کے نہیں جاتا۔ اور یہ خدا سے دعا کرتے ہیں، کہ اے ہمارے رب! تو نے یہ کائنات باطل پیدا نہیں کی۔ فائدے کے لئے پیدا کی ہے نقصان کے لئے پیدا نہیں کی۔ اس لئے ہمیں بھی مقصودِ کائنات کے مطابق بنا دے۔ مقصودِ کائنات کے ہم آہنگ کر دے۔ ہم بھی اس کائنات کے مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں اور باطل سے دور رہیں اور حق کو پانے والے ہوں اور ضائع نہ جائیں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر وہ عرض کرتے ہیں .... عذابِ نار ہمارا مقدر ہو جائے گا، ہمیں اس آگ کے عذاب سے بچائے۔

حقیقی دانشوروں کی علامتیں

تو یہ جو دانشور ہیں، اگر ان کی تمام علامتوں پر غور کیا جائے، بڑے عظیم وسیع مضمون ان میں پوشیدہ ہیں۔ لیکن آخری بات۔ جس سے یہ خاص طور پہ پہچانے جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ ان سے تعلق رکھنے والے آگ کے عذاب سے بچائے جاتے ہیں۔ ان سے تعلق رکھنے والوں کو نہ اندرونی جہنم نصیب ہوتی ہے نہ بیرونی جہنم۔ کیونکہ (آگ کے عذاب سے بچائے جانے ناقل) کی دعا نے درحقیقت یہ مضمون کھول دیا کہ یہ آگ سے بچنے کی ہر کوشش کر لیتے ہیں ان کا رہن سہن، ان کی زندگی، ان کا سوچنے کا طریق، ان کے ملنے جلنے کے آداب سارے ایسے ہیں جو ان کو آگ سے دور رکھنے والے ہیں اور بےچینیوں سے بچانے والے ہیں۔ ایک آگ تو جہنم کی آگ ہے جس کا مابعد الموت تعلق ہے۔ ایک وہ آگ ہے جس کا اس دنیا سے تعلق ہے۔ اس دنیا میں جس شخص کو خدا آگ سے بچائے اس کا دل پرسکون رہتا ہے۔ طمانیت پاتا ہے اور وہ ایسی باتوں سے بچایا جاتا ہے جو اس کے دل میں ایک قسم کی جہنم کی آگ لگا دیں۔ پس اس مضمون میں یہ بات ظاہر ہو گئی کہ یہ دانشور کسی اندرونی آگ میں پھنکتے نہیں ہیں۔ کسی جلن کا شکار نہیں رہتے۔ یہ ہر قسم کی آگ سے جو خدا کے عذاب کا مظہر ہو، خود بھی دور بھاگتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے رہتے ہیں کہ اے خدا ہمیں اس آگ کے عذاب سے بچا لیکن اس کے سوا کچھ اور دانشور بھی ہیں۔ جو آگ سے پیدا ہوتے ہیں۔ حسد کے نتیجے میں ان کا وجود ابھرتا ہے۔ جلن اور غصے اور انتقام کی وجہ سے ان کی دانشوری کی قوتیں اجاگر ہوتی ہیں اور ان کے اڈے آگ سے بچانے کے لئے نہیں بلکہ آگ میں مبتلا کرنے کا نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ دو ہی قسم کے دانشور ہیں جو دوسرے دانشور ہیں ان سے شر پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا (حاسدوں کے حسد سے ہمیں بچا۔ ناقل۔ ۶:۱۱۳) یہ بھی ایک دعا کے ذریعے ہمیں مضمون سمجھا دیا۔ خدا کے (پاک۔ ناقل) بندے یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ ہمیں حاسد کے شر سے بچا جب وہ حسد کرے۔

وہ دانشوری جو جہنم کی پیداوار ہے

پس آپ دیکھیں کہ دنیا کے اکثر دانشور جو مذہبی بنیادیں نہیں رکھتے یا جن کی جڑیں خدا تعالیٰ کی صفات میں پیوستہ نہیں ہیں بلکہ وہ غیر اللہ کی صفات سے جنم لیتے ہیں۔ وہیں سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے اور مومن مفکرین کے درمیان یہ بنیادی فرق ہے۔ وہ لوگ ہمیشہ حسد اور انتقام کی پیداوار ہوا کرتے ہیں اور ان کی باتیں بھی حسد اور انتقام کی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ بعض دفعہ دبی زبان میں بعض دفعہ کھل کر، اور ایسی "تنقید" کو ہم عرفِ عام میں تخریبی "تنقید" کہتے ہیں ان کی مجلس میں جو جاتا ہے، تخریبی "تنقید" کا شکار ہو جاتا ہے اور (حاسد کے حسد سے بچنے کی دعا۔ ناقل) میں یہ نکتہ بھی ہمارے سامنے کھول دیا گیا کہ ان کی حسد کی جو کیفیت ہے وہ ان کی صفت بن چکی ہوتی ہے ان کا شر تو شاید کسی کو پہنچے (کیونکہ اذا حسد کے الفاظ۔ ناقل) نے بتایا کہ ہر وقت ان کا شر ان لوگوں کو نہیں پہنچتا جن سے یہ حسد کرتے ہیں۔ لیکن خود ہمیشہ حسد کی حالت میں رہتے ہیں اور حسد فی ذاتہ ایک جہنم ہے۔ ایک آگ ہے جو دل کو ہر وقت بیقرار رکھتی ہے، جلاتی رہتی ہے۔ اور حسد کبھی بھی اطمینان نہیں پاتا۔

تو دیکھئے کہاں وہ دانشوری، جو یہ شعور بیدار کرتی ہے کہ جہنم کے عذاب سے دور رہنا ہے۔ نہ اس دنیا کی جہنم میں مبتلا ہونا ہے نہ اس دنیا کی جہنم میں مبتلا ہونا ہے۔ خود بھی کوشش کرنی ہے۔ خدا سے بھی مدد مانگنی ہے۔ اور کہاں یہ کیفیت کہ دانشوری جہنم کی پیداوار ہے۔ دوسرے سے جلنے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ ان کی باتیں بھی ایسی۔ ان کے طعنے بھی اسی قسم کے۔ ان کی "تنقید" بھی ہلکی اور بازاری قسم کی۔ اور اُسی کے ذریعہ یہ پھر اپنے دل کا ٹھنڈ، اپنے دل کی تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نقصان نہیں کر سکتے، تب بھی زبان چلا کر اور اس کے چرکے لگا کر، یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں کچھ تسکین مل گئی ہے۔ چنانچہ جو لوگ ان کے قریب بیٹھتے ہیں، وہ بھی اُن کی ہاں میں ہاں ملاتے ، ان کے گھٹیا لطیفوں سے بظاہر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سارے لوگ ہمیشہ بے چین ہی رہتے ہیں۔

غیر دینی اولی الالباب کی حرکات

مثال کے طور پر ربوہ میں اگر کسی ناظر نے سودا لانے کے لئے اپنی کار استعمال کر لی تو ان لوگوں کو یہ خیال نہیں آئے گا کہ اس کی جو تعلیم ہے اس کی جو پرانی قربانیاں ہیں اس کو جس قسم کی صلاحیتیں خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی ہوئی تھیں وہ اگر یہ دنیا میں استعمال کرتا، جس طرح دوسرے دنیا داروں نے کی ہیں۔ تو جس حال میں اب وہ رہ رہا ہے اس سے بیسیوں گنا بہتر حال میں ہوتا۔ اگر جماعت نے اس کو کار دے دی اور اس نے اپنا سودا لانے کیلئے بھی استعمال کر لی تو تمہیں جلنے کی کیا ضرورت ہے! لیکن وہ اسی پہ پھبتیاں کستے رہیں گے۔ اس پر ان کا دل آگ میں جلتا رہے گا کہ ان کو یہ چیزیں کیوں نصیب ہوئیں۔ انہوں نے یہ چیزیں کیوں استعمال کیں۔

کسی گھر کے اچھے حالات دیکھے تو اس کا نام "لندن ہاؤس" رکھ دیا۔ کسی گھر کا نام "پیرس ہاؤس" رکھ دیا یہ ہے اولی الالباب غیر دینی۔ ناقل) ۔ جو (اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ۔ ناقل) اولی الالباب کے بالکل مدمقابل طاقتوں کی پیداوار ہے۔ اور ان کی سوچ اور طرزِ فکر کا نتیجہ سوائے مزید جلن کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ کسی انتظامیہ سے جھگڑا ہو گیا۔ کسی امیر سے ناراض ہو گئے۔ اس کو پھر ساری عمر معاف ہی نہ کیا۔ ان کے خلاف ہر وقت مجلسوں میں "تنقید"۔ کبھی نہیں سوچتے کہ اس جماعت کے کارکنوں میں اس کی مجلس عاملہ میں ایسے ایسے کارکن ہیں جنہوں نے ساری زندگیاں اپنے سارے وقت کو جماعت کے لئے وقف رکھا ہے۔ جب تم لوگ آرام کرتے تھے جب تم سیر و تفریح میں لذتیں حاصل کیا کرتے تھے یا گھروں کی مجلسوں میں بیٹھے ہوتے تھے۔ یہ لوگ جماعت کے کام کی خاطر دن رات کبھی دفتروں میں، کبھی لوگوں کے گھروں میں پھر کر چندہ اکٹھے کرتے ہوئے کبھی نصیحتیں کرتے ہوئے، کبھی مجلسِ عاملہ کے اجلاس میں.. گویا کوئی اور شغل ہی نہیں۔ جنہوں نے ساری زندگی دین کی خاطر وقف کر دی۔ اگر ان سے غلطیاں بھی ہو گئی ہیں تو تم خدا سے بڑھ کر اوپر پکڑ کرنے والے کون ہوتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تو ایسے بندوں سے عفو کا سلوک فرماتا ہے درگزر کا سلوک فرماتا ہے اور تمہیں کسی ایسے احساس نے کہ انہوں نے کبھی مجھے اچھی نظر سے نہیں دیکھا تھا یا مجھ سے جو سلوک میں توقع رکھتا تھا، وہ سلوک نہیں کیا تھا۔ ایسے احساس نے ہمیشہ کے لئے آگ میں مبتلا کر دیا ہے۔ ان کے خلاف ہر وقت تخریبی کارروائیاں، "تنقید".... زبان ہے کہ رکنے کا نام

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نہیں لیتی۔ اور ارد گرد کی جو نسلیں ہیں جو تمہارے پاس آ کے بیٹھتی ہیں۔ ان کو بھی جہنم کی آگ میں مبتلا کرتے چلے جاتے ہو۔

تنقیدی اڈوں کے نقصانات

ایسے تنقیدی اڈے بعض دفعہ ظاہری بدیوں کے اڈوں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں بلکہ بسا اوقات اُن سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایمان کے مرکز پر حملہ کرتے ہیں۔ یہ زندگی کی روح پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ تبھی (اللہ تعالیٰ نے۔ ناقل) نے اس مضمون کو اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ (فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت برائی ہے۔ ناقل) کہ قتل سے تو ظاہری جسم مارا جاتا ہے لیکن بعض فتنے ایسے ہوتے ہیں جو روح کو قتل کر دیتے ہیں۔ ایمان کی جان لے بیٹھتے ہیں۔ وہ ظاہری قتل سے زیادہ خطرناک، زیادہ کبیرہ گناہ ہیں اور ان لوگوں کو پتہ نہیں لگتا کہ ہم کتنا بڑا کبیرہ گناہ کر رہے ہیں اور بے تکلف اپنی زندگیاں ان باتوں میں گلا دیتے ہیں۔

اولادوں کا ضیاع

ان کو سب سے زیادہ نقصان اپنے گھر میں پہنچتا ہے اگر یہ اپنے گھر کو اڈہ بنائے ہوئے ہوں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو دوسروں کے گھروں میں جا کر ایسی مجلسیں لگاتے ہیں۔ ان کے بچے تو بچ بھی سکتے ہیں اگر وہ اپنے گھر میں ایسی باتیں نہ کریں۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے گھروں میں ایسے اڈے بناتے ہیں ان کے متعلق (سوائے اس کے کہ خدا چاہے۔ ناقل) خدا کی یہی تقدیر ظاہر ہوئی ہے کہ ان کی اولادیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ وہ خود جماعت سے منسلک رہ کر ساری زندگی گزار دیتے ہیں اور گھر میں جو وہ باتیں کرتے ہیں وہ ان کی اولادوں

کو اس طرح روحانی بیماریوں میں مبتلا کر دیتی ہیں کہ ان کا انجام اکثر ہلاکت ہے چنانچہ ہم نے دیکھا ہے کہ بعض ایسے احمدی جو اپنی ذات میں ہمیشہ، ذاتی طور پر جماعت سے منسلک رہے اور کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ بیوفائی کرکے الگ ہو جائیں گے۔ لیکن انہوں نے اپنے گھروں میں اپنے کسی محرومی کے احساس کے نتیجے میں ہمیشہ جماعت کے عہدیداروں پر تنقید کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی اولادیں ضائع ہو گئیں یا جماعت کو چھوڑ گئیں یا وہ زبانیں جو گھر میں چھپ کر دراز کرتے تھے اُن کو باہر گلیوں میں دراز کرنے کا موقع ملنا شروع ہوا۔ جرأت ہونی شروع ہوئی۔ اور کھلم کھلا انہوں نے جماعت کے باغی بن کر زندگیاں بسر کرنی شروع کیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ خدا کی تقدیر نے اُن کو جماعت سے منقطع کر کے الگ پھینک دیا۔

تو میں ایسے دانشوروں کو سمجھاتا ہوں۔ نصیحت کرتا ہوں کہ ہوش کرو (اللہ تعالیٰ۔ ناقل) جو فرماتا ہے (کہ اپنی اولادوں کو قتل نہ کرو۔ ناقل) اس کا یہی مطلب ہے۔ تم یہ نہ سمجھو کہ قتلِ اولاد سے مراد یہ ہے کہ چھریاں، چاقو لے کر اولاد کو قتل کرو گے۔ تم اپنے ہاتھوں سے اپنی اولادوں کو قتل کر رہے ہوتے ہو اور تمہیں کوئی احساس نہیں ہوتا کہ تم نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔ لوگ جو خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ جن کو تم اپنی تنقید کا ظالمانہ نشانہ بناتے ہو۔ ان پر تو خدا فضل فرمائے گا۔ ان کی بدیاں دن بدن جھڑتی چلی جائیں گی ان کی کمزوریاں دور ہوتی چلی جائیں گی۔ وہ ابرار کی حالت میں جان دیں گے۔ مگر تمہارے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ تم کس حالت میں جان دو گے اور تمہاری اولادوں کے متعلق تو غالب احتمال ہے کہ وہ ایسی حالت میں جان دیں گی کہ خدا کے حضور مجرم ٹھہر چکی ہوں گی۔

زبان کے چسکے کو معمولی نہ سمجھو

اس لئے یہ جو زبان کے چسکے ہیں۔ ان کو معمولی نہ سمجھو۔ ان سے بہت سے بد نتائج ظاہر ہوتے ہیں یہ احتمال موجود ہے کہ تم تو اپنا زہر اپنی اولاد پر اگلتے ہوئے، ان کو ڈستے ہوئے خود تو پیچ و تاب کھاتے ہوئے ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت ہو جاؤ اور بعد میں یہ اپنی بدنصیبی کی لکیر پیٹتے رہ جائیں اور ان کا کوئی علاج نہ ہو سکے۔

اس لئے جماعتوں کو ان اڈوں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے اور ان کو سمجھانا چاہیئے محبت اور پیار سے سمجھانا چاہیئے اور حکمت سے سمجھانا چاہیئے اور اُن لوگوں کو سمجھانا چاہیئے جو ایسے اڈوں پر جا کر بیٹھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں پڑا۔

میں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ واقفین زندگی بھی ایسی حرکتوں میں مبتلا ہوتے ہیں ان سے بھی خدا کی تقدیر بالکل اسی طرح سلوک کرتی ہے۔

اولاد در اولاد خادمِ دین بننے والے واقفین زندگی

آپ کو دو قسم کے واقفین زندگی نظر آئیں گے۔ بعض ایسے ہیں جن کی اولاد در اولاد سلسلے کی عاشق رہتی ہے اور ایک نسل کے بعد دوسری، سلسلے سے محبت کرتی چلی جاتی ہے ان کے متعلق آپ یقین جانیں کہ ان کے گھروں میں، ان کے ماں باپ نے ہمیشہ اخلاص کی باتیں کی ہیں۔ تکلیفیں بھی اٹھائی ہیں۔ دُکھ بھی اٹھائے ہیں۔ سخت تنگی ترشی میں بھی گزارے کئے ہیں اور بعض دفعہ واقعۃً بعض کارکنوں نے ان کے ساتھ ناحق سلوک بھی کیا ہوگا۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ صبر کے ساتھ ان باتوں کو برداشت کیا اور گھر میں ہمیشہ ایسی باتیں کیں جو سلسلے کی محبت بڑھانے والی ہیں اور قربانی کو بڑھانے والی باتیں کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ پھر ان کی اولادیں آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں بھی آپ کو نظر آئیں گی۔ جس حال میں بھی آپ ان کو دیکھیں گے یہ سلسلے کے عاشق ہوں گے۔ سلسلے کی محبت میں مبتلا، اسکی خاطر جان مال اور عزتیں قربان کرنے والے ہوں گے۔

واقفین جن کی اولادیں تباہ ہو گئیں

بعض واقفین زندگی ایسے بھی ہیں بدنصیبی کے ساتھ۔ جنہوں نے اپنے آپ کو ساری عمر تو دین کے لئے وقف کیا اور خدمتیں بھی کیں لیکن کبھی تحریک جدید کے کسی افسر سے ناراض ہو کر، کسی سلوک کے نتیجے میں، اُن کے دل میں ہمیشہ ایک انتقام کی آگ بھڑکتی رہی اور چونکہ حسد سے جو دانشوری پیدا ہوتی ہے وہ جہنم سے ہٹانے والی نہیں بلکہ جہنم کی طرف لے جانے والی ہوا کرتی ہے۔ آگ کی اولاد ہمیشہ آگ ہوگی۔ آگ سے جنت نہیں پیدا ہوا کرتی۔ اس لئے پھر ان کے گھروں میں جہنم پیدا کرنے کے کارخانے قائم ہو جاتے ہیں اپنے گھر میں بیٹھ کے دبی زبان میں شکوے کرتے ہیں۔ ہم سے یہ ہوا۔ ہم سے وہ ہوا ہماری فلاں جگہ تقرری ہونی چاہیئے تھی۔ فلاں شخص نے ظلم کی راہ سے اور پارٹی بازی کے نتیجے میں، مجھے نیچا دکھانے کے لئے یہ کیا وہ کیا۔ اب جب اولاد اپنے باپ کی مظلومیت کے قصے سنے گی تو اس کا ردِ عمل وہاں تک نہیں رہیگا جہاں تک اس کے باپ کا ردِ عمل تھا۔ اس کے باپ کے اوپر اس کے ذہن کی بالغ قوتوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ اور آپ کا جو ردِ عمل ہے جس طرح گھوڑے کی باگیں ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ ایک حد تک اس کے ہاتھ میں رہتا ہے۔ لیکن اولاد کے ردِ عمل پر پھر کوئی باگیں نہیں ہوا کرتیں۔ پھر یہ شتر بے مہار کی طرح جس طرف سر اٹھائیں نکل جاتے اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی اولادیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

نئی نسلوں کو تباہ کرنیوالوں کے اڈے

بعض لوگوں کے متعلق اطلاع ملتی ہے کہ ان کا بیٹا فلاں جگہ کام کرتا ہے اُس نے اپنی ظالمانہ تنقید کے گویا اپنی دانشوری کے اڈے بنائے ہوئے ہیں اور نئی نسلوں کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ان کا باپ ہے اُس نے عمر بھر خدمت کی، باہر اور اندر بھی۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اس میں یہ عادت ہے وہ محلے کی انتظامیہ سے شاکی ہوگا۔ فلاں سے شاکی ہوگا۔ باہر سے حسن سلوک سے محبت سے باتیں کریگا لیکن گھر میں بیٹھ کہ وہ اندرونی جو دبی ہوئی آگ ہے وہ بھڑک اٹھتی ہے۔

اب نام لینے کا تو کوئی مناسب موقع نہیں ہے نہ مناسب ہے کہ کوئی نام لے کر کسی کو ننگا کرے لیکن ایک دو۔ تین چار ایسے بہت سے ہوا کرتے ہیں، ایسے لوگ ہمیشہ رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے انتظامیہ کو ربوہ، قادیان میں بہت قریب سے دیکھا ہے ان کو پتہ ہے کہ کئی کچھ دیر رہے۔ کچھ کو تو مدینہ نے نکال باہر پھینک دیا اور انہوں نے اپنے آپ کو اس ماحول سے اتنا دور سمجھا، ایسی اجنبیت دیکھی کہ بالآخر خود نکل کے چلے گئے۔ کچھ ایسے تھے جنکی اولادیں تباہ ہو گئیں خود رہے۔ اس طرح مختلف قسم کے بداثرات انہوں نے اپنے ہاتھوں سے خود کمائے۔

اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے دانشور بنیں

تو میں ان لوگوں کو بھی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ خدا کی یہ تقدیر غیر مبدل اور اٹل ہے۔ یہ آپ کے ساتھ ضرور، جاری ہوگی۔ دانشور ضرور بنیں لیکن اس رنگ کے دانشور بنیں جس رنگ کے دانشور (اللہ تعالیٰ۔ ناقل) بنانا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجے میں جو دماغ صیقل ہوتا ہے اور فکر کو جلا ملتی ہے اس جلاء کے طلبگار ہوں۔ اس چمک کو خدا سے مانگیں کہ آپ کی تمام صلاحیتیں چمک اٹھیں اور جگمگانے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

لگیں۔ لیکن الٰہی محبت میں، اور تدبر میں اور فکر میں اور خدا تعالیٰ سے ایسا مزاج مانگیں جس کے نتیجے میں آپ جہاں بھی جائیں وہاں نیکیاں پیدا کرنے والے ہوں سلسلے کی محبت بڑھانے والے ہوں۔ تسکین قلب نصیب کرنے والے ہوں۔ جو آپ کے قریب آئیں انہیں سکینتِ قلب میسّر ہو بجائے اس کے کہ ان کی بے چینی اور بے قراری بڑھنی شروع ہو۔ لیکن اس کے باوجود جماعت کے ان ذمہ دار افسروں پر بھی بھاری ذمہ داری ہے جن کی بے احتیاطی کی وجہ سے بعض لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں

اپنے اہل اور اپنے نفس کا حق بھی ادا کرنا ہوتا ہے

اگرچہ میں بذاتِ خود اس میں کوئی عیب نہیں دیکھتا کہ اگر سلسلے کے کسی افسر کو کار ملی ہے کوئی سہولت ملی ہے تو وہ اپنے بچوں کو بھی اس میں شامل کرلے۔ آخر بچوں کا بھی حق ہے۔ قرآن کریم نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نے کھول کھول کر اس حق کو بیان فرمایا ہے یہاں تک کہ یہ بھی فرمایا کہ بعض چندہ دینے والوں کا چندہ واپس کر دیا۔ ان کو روک دیا کہ اتنی قربانی نہیں کرنی ..... تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے اہل کا بھی تجھ پہ حق ہے کیسا متوازن اور کیسا حسین اخلاق کا مظاہرہ ہے۔ اور کیسی متوازن اور حسین اخلاق کی تعلیم ہے۔ اس کے مطابق اگر کسی نے اپنی سہولتوں میں کبھی اپنے بچوں کو شامل کر لیا۔ یعنی اگر لاہور دورے پہ گیا ہے اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے گیا۔ واقفین زندگی کے بچے آخر قید ہونے کے لئے تو نہیں بنائے گئے۔ اور کبھی ان کو شالامار باغ کی سیر کرادی۔ تو آگ لگنے کی کیا ضرورت ہے۔ کون سا اس قدر گناہِ عظیم اس سے مرتکب ہو گیا ہے کہ اس کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناؤ۔ لیکن ایسے لوگوں پر، جو بیچارے طعن و تشنیع کے محل پہ کھڑے رہتے ہیں، ان کو طوعی طور پر قربانی کی خاطر۔ بعض بیماروں کو بچاتے کے لئے، اپنے معاملات میں احتیاط کرنی چاہیئے۔ اور جس حد تک ممکن ہے وہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ اور اس سے کوئی بڑی قیامت نہیں آجائے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اپنے خاندانوں کو پوری طرح محروم کر دیں مگر مثلاً اگر آپ اپنے بیٹوں کو کاریں دیں کہ وہ بازاروں اور گلیوں میں دندناتے پھریں اور کار کا غلط استعمال کریں اور وہ اپنے ساتھ دوستوں کو لے کر پھریں تو یہ یقیناً حد سے بڑھنے والی بات ہے۔ یہاں آپ کا عمل واقعةً سرزنش کے لائق بن جاتا ہے۔ پھر آپ اسے عادت بنا لیں۔ سامنے دو قدم پر بازار ہے کہ جب بھی گھر سے باہر نکلنا ہے موٹر پہ قدم رکھنا ہے اور موٹر سے قدم نکال کر دکان تک پہنچنا ہے۔ یہ تو اچھی عادت نہیں ہے۔

کار کی بجائے پیدل جانے کا لطف

مجھے جب خدا تعالیٰ نے ربوہ میں ذاتی کار کی توفیق دی بھی ہوئی تھی تو مجھے تو سخت گھبراہٹ ہوتی تھی کہ ہر قدم پر اٹھ کے کار میں داخل ہوں اور کار کے ذریعے دوسری جگہ پہنچوں۔ مجھے سخت گھبراہٹ اور قید کا احساس ہوتا تھا۔ پیدل یا سائیکل پہ جانے کا جو لطف ہے عام نزدیک کے فاصلے طے کرنے کا، وہ کار پر جانے میں لطف نہیں۔ ایسے موقعہ پر کار تو ایک مصیبت ہے۔ تو اگر آپ سائیکل استعمال کریں اپنے پاؤں استعمال کریں چہل قدمی کریں۔ تو صحت بھی اچھی ہوگی لطف بھی آئے گا۔ اور بعض لوگ جو بیچارے خواہ مخواہ تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں ان کو تکلیف نہیں ہوگی۔ جعفری نے ایک دفعہ مشاعرے میں ایک نظم پڑھی تھی۔ مزاحیہ کلام تھا۔ تو اس پر اُسے تمغہ ملا۔ لیکن اس کو غالباً معلوم ہو گیا تھا کہ یہ ایسا نیا انداز ہے کہ اس کو تمغہ مل جانا ہے۔ تو اس نے اس تمغے کے خلاف ہی بات کر دی۔ اس نے یہ نظم تتلا کر کہی تھی۔ یہ ایک نیا انداز تھا جو اردو شاعری میں پہلے کہیں نہیں ملتا۔ اور وزن پورا کیا ہے تتلا تتلا کر۔ گویا کہ میں تو تتلا ہوں اور اس طرح شعر کہہ رہا ہوں تو اس نے کہا جُگا جعفری غاغریب ہے تتنا تمغہ اُس کو نہ دیجیئے۔ اور آخر میں کچھ اس طرح تھا۔ ذ ذ دوسروں کو جلن نہ ہو۔

تو ٹھیک ہے، آپ بھی خواہ مخواہ دوسروں کو جلن کیوں پیدا کرتے ہیں۔ جہاں تک اختیاری کا معاملہ ہے، جنہوں نے جلنا ہے وہ (اللہ تعالیٰ۔ ناقل) کے بیان کے مطابق حاسد ہیں۔ انہوں نے جلنا ہی ہے۔ لیکن کبھی ان پر رحم بھی کیا کریں۔ اُن کی جلن کے کچھ کم مواقع پیدا کریں۔ اور لوگوں کو یہ احساس رہے کہ آپ کو جماعت کی عطا کردہ سہولتوں کا احساس ہے شکر کا جذبہ بھی ہے اور آپ نہیں چاہتے کہ ضرورت سے زیادہ اس کو استعمال کریں۔

اس کے نتیجے میں سوسائٹی میں تقویٰ کا معیار بڑھتا ہے اور بجائے اس کے کہ لوگ برائی کی طرف مائل ہوں آپ کو توفیق ملے گی کہ آپ نیکیاں بڑھانے کا موجب بنیں گے۔

اس کے علاوہ کچھ اور باتیں ہیں جو میں اگر اللہ نے چاہا آئندہ خطبے میں یا اس کے بعد کے خطبے میں بیان کروں گا۔ یعنی جن ذرائع سے ہم انفرادی طور پر معاشرے کی اصلاح میں ایک غیر معمولی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہ تو انتظامی باتیں ہیں لیکن میرا یہ ایمان ہے کہ جب تک ہمارے اندر سے ایک مفکر، ایک مدبر، ایک ..... پیدا نہ ہو اس وقت تک حقیقی معنوں میں نہ ہماری اصلاح ہو سکتی ہے نہ ہم معاشرے کی اصلاح کے اہل بن سکتے ہیں۔ اس لئے آج ایک دو یا تین چار مذکّروں سے کام نہیں بنے گا۔ آج ہر احمدی کو مذکّر بننا ہوگا اور وہ مذکّر نہیں بن سکتا جب تک اس کے ضمیر میں ایک مذکّر پیدا نہ ہو۔ جو اس کو ہر وقت پہلے اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ کر رہا ہو اور اس کے بعد انکساری کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کا اہل نہ بنا دے۔

تو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اپنی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کو اس طرح ادا کریں کہ خدا کے پیار اور محبت کی نگاہیں ہم پہ پڑتے لگیں۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

خبریں

★ امریکی کانگرس کے رکن سٹیفن سولارز نے کہا ہے کہ بے نظیر میں عالمی سطح کی لیڈر بننے کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بے نظیر انتہائی ذہین اور جرأتمند سیاستدان ہیں۔

★ صدر غلام اسحٰق خان نے کہا ہے کہ پاکستان دس سال میں اپنا ایٹمی پلانٹ بنائے گا۔ انہوں نے کہا ایٹمی ہتھیار نہ بنانے کے سلسلے میں جمہوری حکومت کے بیان پر ساری دنیا کو اعتبار کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام پُرامن ہے۔

★ ریڈیو ماسکو نے بھارتی اخبار سنڈے کے حوالے سے بتایا ہے کہ بھارت کے خفیہ محکمے کو پاکستان کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے خلاف قتل کی ایک سازش کا پتہ چلا ہے۔ اس اطلاع کے مطابق پنجاب کے ایک ممتاز سیاسی کارکن نے ایک پیشہ ور قاتل کو محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل کی غرض سے کرائے پر حاصل کیا ہے۔

★ بنگلہ دیش میں ٹرینوں کے ایک ہولناک تصادم میں جو ڈھاکہ سے ۲۰ میل دور ہوا تیس سو افراد ہلاک اور ایک ہزار زخمی ہو گئے ہیں۔ مسافروں کی لاشیں فضا میں اڑ گئیں۔ صدر ارشاد اپنا دورہ مختصر کر کے فوری طور پر جائے حادثہ پر پہنچ گئے۔

★ پیپلز پارٹی کی حکومت نے ۱۹۷۳ء کے آئین کو اصلی شکل میں بحال کرنے اور آٹھویں ترمیم منسوخ کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کر لیا ہے اس کے مطابق ریفرنڈم کرانے کی تجویز ترک کر دی گئی ہے۔ وزیر اعظم پاکستان نے اس سلسلہ میں اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل کرنے کے لئے اپنی کابینہ کے اراکین اور مشیروں کو ہدایات دے دی ہیں۔

★ نرینہ اولاد سے محروم ★ بے اولاد ★ اٹھراء ★ سوکھا ★ گرمی ★ گیس کا علاج کرنے والے
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰
فون نمبر ۷۴۸۴۴-۰۴۳۱، ۷۶۴۹۷
برانچیں
• اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ
• چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
• نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان
پوسٹ بکس نمبر ۴۹۸
فون نمبر ۰۶۱-۳۱-۲۶
خواتین کیلئے معائنہ کا بھی معقول انتظام ہے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بزرگوں کی وفات اور ہماری ذمہ داریاں

از مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب ربوہ

حضرت مولوی عطاء محمد صاحب کی وفات سے ایک دفعہ پھر یہ احساس ہوا ہے کہ وہ بزرگ جنہوں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صحبت سے فیض یابی کی توفیق پائی اب خال خال بلکہ گنتی کے چند ہی رہ گئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حقیقی معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ ہر حال میں اطاعت کے بندے، صدق و صفا میں بے مثالی بے نظیر مالی قربانی، محبت الٰہی کی قوت سے مظالم کو برداشت، قائم اللیل اور صائم الدھر، غیرت ایمانی اعلیٰ اخلاق، اور خدا کے ساتھ پیوند اور دنیا اور اس کے تمام تعلقات اور جذبات سے الگ رہ کر ایک قابل تقلید نمونہ قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے خوش ہو حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں۔

"زندہ قوموں کی یہ علامت ہوا کرتی ہے کہ ان کے نوجوان اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے قائمقام بن جائیں۔ جس قوم میں یہ بات پیدا ہو جاتی ہے وہ کبھی نہیں مرتی ..... حقیقت یہ ہے کہ انسان تو مرتے چلے آئے ہیں اور مرتے چلے جائیں گے قوموں کے لئے دیکھنے والی بات یہ ہوتی ہے کہ ان کے اندر زندگی کی روح پائی جاتی ہے یا نہیں اگر وہ کوئی مفید کام کرنا چاہتی ہیں تو ان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نیکیوں کا ایک تسلسل قائم کر دیں ...... بس ہمیشہ ہی خدائی جماعتوں اور خدائی سلسلوں کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ان کے اندر زندگی کی روح پیدا ہو ان کے اندر ایسے نوجوان پیدا ہوں جو دین کی خاطر اپنے آپ کو وقف کرنے والے اور تقویٰ کے ساتھ کام کرنے والے ہوں ...." (الفضل ۲۶ ستمبر ۱۹۵۵ء)

خدا کرے کہ ہم سب کو جو ان بزرگوں کے بعد میں آنے والی نسل سے تعلق رکھتے ہیں ان کی طرح توفیق خدمت و قربانی حاصل ہو اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے راتوں کو اٹھ اٹھ کر تمام دنیا کی فلاح اور نسل انسانی کی نجات اور حق کے آشکار ہونے اور قیامت تک ہماری نسلوں کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق پاتے چلے جانے کے لئے درد بھری دعاؤں کی توفیق ملتی چلی جائے اور ان بزرگوں نے جو نیکیوں کے اعلیٰ نمونے قائم کئے اس میں ہمیں تسلسل قائم کرنے کی سعادت حاصل ہوتی رہے۔ اور ہم حقیقی معنوں میں دین کی خاطر اپنے آپ کو وقف کرنے والے اور تقویٰ کے ساتھ کام کرنے والے ہوں۔ اسے خدا تو ایسا ہی کر۔

> "توبہ اور مغفرت سے انکار کرنا درحقیقت انسانی ترقیات کے دروازہ کو بند کرنا ہے" (حضرت اقدس)

"وقفِ عارضی کے لئے کثرت سے نام پیش کریں"

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں

"وقفِ عارضی کے لئے بڑی کثرت کے ساتھ اپنے نام پیش کریں۔ اور بار بار پیش کریں میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص ایسا کر سکتا ہے۔ (اور اس کے راستہ میں کوئی دشواری نہ ہو جس کو دور کرنا اس کے لئے ممکن ہی نہ ہو) تو اسے سال میں ایک سے زائد دفعہ بھی اپنے آپ کو وقف عارضی کے لئے پیش کرنا چاہیئے۔ لیکن ہر سال ایک دفعہ تو ضرور اس وقف میں حصہ لینا چاہیئے تا کہ ایک قسم کی ٹریننگ اور استغفار کرنے کی تربیت بھی اُسے مل جائے"

یکم جنوری سے وقفِ عارضی کا نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ جماعت کے تمام احباب و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ اس مبارک اور روحانی تحریک کی برکتوں سے زیادہ سے زیادہ حصہ پانے کے لئے وقفِ عارضی کریں اور جلد از جلد اپنا فارم وقفِ عارضی پُر کر کے نظارت کو بھجوائیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقفِ عارضی۔ ربوہ)

الفضل میں!

الفضل میں آپکو کیا کچھ مل سکتا ہے

- حضرت اقدس بانی سلسلہ کے زندگی بخش ملفوظات۔
- سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کے روح پرور خطابات و فرمودات۔
- ایمان افروز تربیتی و اصلاحی مضامین، احمدی شعراء کی نظمیں۔
- جماعت احمدیہ کی بیرونی ممالک میں ترقی کا علم۔
- مرکزی اداروں کے اعلانات اور آپکے ایمانوں کو جلا دینے والی نیک تحریکات۔
- مرکز احمدیت ربوہ کی ضروری خبریں۔

(مینیجر الفضل)

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد، مرض اٹھرا کی شکار دکھیا عورتوں کے لیے

۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

ہیڈ آفس: چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۲۲۲ فون: ۳۹۹۷

حکیم نظام جان صاحب کے فرزند حکیم انوار احمد جان

- ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو کوٹھی ۱ دارالعلوم غربی ربوہ
- ہر ماہ کی ۸ تاریخ کو بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین
- ہر ماہ کی ۱۲ تا ۱۸ تاریخ کو ۲-بی روڈ شیش محل بس سٹاپ بالمقابل سندھی ہوٹل (یو بی ایل کے اوپر) لیاقت آباد نمبر ۱۰ کراچی ۱۹

اور

- ہر ماہ کی ۲۵ تا ۲۸ تاریخ کو چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ ملتان میں مطب فرماتے ہیں

ہر جگہ خواتین کیلئے معائنہ کا انتظام ہے

مینیجر: دواخانہ حکیم نظام جان اقصیٰ چوک کالج روڈ ربوہ فون ۵۵۸

یورپ و امریکہ، سیر و تفریح سے متعلق، معلومات اور رعائتی ٹکٹ کیلئے

کاشف ٹریول اینڈ ٹورز

۱۷۔ نقی بلڈنگ دی مال لاہور کو خدمت کا موقع دیں

فون دفتر ۳۰۵۷۱۱

Digitized By Khilafat Library Rabwah

راحت جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت -/۱۴

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت -/۶

تریاقِ معدہ
خرابیٔ ہاضمہ کا مؤثر علاج
قیمت -/۱۴

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت -/۱۵

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت -/۵

اکسیر پائیوریا
خون اور پیپ کو روکتا ہے
قیمت -/۱۰

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ)
فون ۶۳۴
گولبازار ربوہ پوسٹ بکس نمبر ۶

ائیر کنڈیشنر ▲ فریج
▲ واشنگ مشین ▲ ڈیپ فریزر
▲ ریگولیٹر اور وولٹیج سٹیبلائزر
خریدنے کیلئے تشریف لائیں

فخر الیکٹرانکس
1۔ لنک میکلوڈ روڈ
جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور
فون
223347 - 65835

خارش
خشک ہو یا تر
صرف تین یوم میں آرام
فون ۹۰۵
نصرت دواخانہ بالمقابل ایوان محمود ربوہ

بیکری، کنفکشنری، شربت آئس کریم
سوڈا واٹر۔ چاولوں اور کھانوں کیلئے
ایس کے اے کیمیکلز فیصل آباد کے
• فوڈ کلرز اور ایسنس ہمیشہ استعمال کریں
SKA
سول ڈسٹری بیوٹرز
داؤد ٹریڈرز
گول صابن والا
فیصل آباد
فون: ۲۳۲۵۸

معیاری بیکری کا نام
رحمٰن بیکرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 330
تقریبات کیلئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے

معدہ کیلئے مفید
عرق نور
قیمت -/۲۰

سرمہ طفیل
کورس تین شیشی قیمت -/۱۲

مرض مریض کی نبض دیکھ کر بتائی جاتی ہے
حکیم محمد طفیل
کوٹھہ کلاتھ ربوہ
فون 704

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم
(حکومت پنجاب سے منظور شدہ)
• مجید بلاک کی خریداری کیلئے ہم سے رجوع کریں
• ہمیں دار الصدر، دار الرحمت اور ناصر آباد میں خالی پلاٹ فوری طور پر درکار ہیں فروخت کرنے کے خواہشمند ہم سے رابطہ کریں۔ • زرعی و سکنی جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے ربوہ کا سب سے پہلا اور بااعتماد ادارہ
احمد اسٹیٹس (رجسٹرڈ) ربوہ
فون دفتر: ۵۳۵

• نظر اور دھوپ کی عینکیں ارزاں اور مناسب قیمت پر خرید فرمائیں۔
• عینکیں ڈاکٹری نسخہ کے مطابق لگائی جاتی ہیں۔
• عام مرمت مفت کی جاتی ہے۔
داؤد بھائی چشمے والے
رحمٰن بازار۔ ربوہ

ASTHMA COURSE	۶۰/-	دمہ کورس
BODY BUILDING COURSE	۴۵/-	باڈی بلڈنگ کورس
DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-	چھوٹا قد کورس
EYESIGHT COURSE	۷۵/-	کمزوری نظر کورس
LEUCODERMA COURSE	۱۰۰/-	پھلبہری (برص) کورس
OBESITY COURSE	۶۰/-	موٹاپا کورس
PILES COURSE	۴۰/-	بواسیر کورس
BABY GROWTH COURSE	۲۵/-	بے بی گروتھ کورس

کیورٹیو ادویات کے بڑے سٹاکسٹ
• کراچی: صدر دواخانہ بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر • حیدرآباد: رؤف ٹریڈنگ کمپنی ایڈوانی گلی
• کوئٹہ: نقشبندیہ میڈیکل اینڈ جنرل سٹور شارع اقبال • ملتان: ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک صدر بازار
• بہاولپور: بخاری کلینک ماڈل ٹاؤن بی • فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
• لاہور: شیراز میڈیکل اینڈ ہومیو سٹور نکلسن روڈ نزد بوہڑ والا چوک
• گوجرانوالہ: کیورٹیو میڈیسن سروسز گلی حاجی عبد العزیز باغبان پورہ
• سیالکوٹ: ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ • سرگودھا: عابد ہومیوپیتھک سٹور اردو بازار بلاک ۱۱
• راولپنڈی: جرمن لیبارٹریز بوہڑ بازار • پشاور: اختر میڈیکل سٹور ہسپتال روڈ
کیورٹیو میڈیسن ربوہ فون سیلز آفس ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات
ٹامرز
685511
پوسٹ کوڈ نمبر ۷۵۹۰۰
الکریم جیولرز
بازار فیصل۔ کریم آباد (اپچورنگی) کراچی
پروپرائیٹرز
میاں عبد اللطیف شاہ کوٹی اینڈ سنز

احباب کرام!
ہمارے نئے اوقات کار نوٹ فرمالیں
صبح ۹ بجے تا ۲ بجے
شام ۶ بجے تا ۹ بجے
(جمعرات کی شام کو تعطیل)

نفیر۔ اے ملک اینڈ کمپنی
ایڈووکیٹس اٹارنیز ایٹ لاء
پیپلز بلڈنگ۔ فرید کورٹ روڈ لاہور (پاکستان) فون ۶۱۳۱۹